محرم الحرام میں رحمٰن ملک کا سکیورٹی پلان انسانی حقوق کی بدترین خلاف ورزیاں

تحفظ کے نام پر بعض علاقوں کو عوام کیلئے جیل بنا دیا

سندھ میں 3 دن سرکاری چھٹی کر دی گئی، ایم اے جناح روڈ سمیت متعدد حساس علاقوں میں چار دن تک دکانیں سیل کی گئیں، خوف وہراس کے باعث 10 دن بازاروں اور سڑکوں پر سناٹے رہے، ڈبل سواری کے بعد موٹر سائیکل چلانے پر پابندی کی بھی کوشش۔

دو دن تمام بڑے شہروں میں موبائل سروس بند رہی، حساس قرار دیئے جانے والے علاقوں کے شہری گھروں میں قید ہو گئے، کوئی سماجی ماہر یہ بتائے کہ **ایک فرقے کی رسومات کو** تحفظ دینے کیلئے **یہ اقدامات** قیام امن کا سبب ہونگے یا مزید بدامنی کا؟

حکومت فرقہ وارانہ محرومیاں پیدا کر کے فرقہ واریت کی آگ کو ایندھن فراہم کر رہی ہے

دہشت گردی کے اسباب کو ختم کرنے کے بجائے دہشت گردوں کو ختم کرنے کی سعی لاحاصل کی جا رہی ہے، غلط تجزیئے، غلط تشخیص اور غلط علاج ہماری ریاستی تاریخ کا خلاصہ ہے ملک کا سب سے غیر محفوظ مکتبہ فکر سب سے زیادہ جارحانہ رویہ اختیار کیے ہوئے ہے لیکن سرکار کوئی قدغن لگانے کیلئے تیار نہیں، حکومت کی سکیورٹی میں دلآزار اور اشتعال انگیز تقاریر کیا نتیجہ دیں گی؟

انسانی حقوق کی کوئی تنظیم، کوئی سول سوسائٹی، کوئی بہادر صحافی و اینکر پرسن حکومت سے ان اربوں روپے کا حساب نہیں مانگ رہا جو قوم کے خزانے سے فرقہ وارانہ سرگرمیوں کے تحفظ کیلئے خرچ کیے گئے ہیں، ملکی معیشت کو جو

اربوں روپے کا نقصان پہنچا وہ اس کے علاوہ ہے۔

قیام امن داخلی طور پر وطن عزیز کیلئے سب سے بڑا چیلنج ہے۔ ملکی ترقی، استحکام، معاشی خوشحالی، عوام کا سکون واطمینان اور کامیاب ریاست کا عالمی تاثر قیام امن ہی پر منحصر ہے، حکمرانوں کو لوگوں کی گالیوں اور بددعاؤں کا سامنا اسی لیے ہوتا ہے کہ وہ امن وامان کے قیام میں ناکام ہیں، ملک کو افراتفری اور غیر یقینی صورتحال کا شکار کیا ہوا ہے، مہنگائی اور بیروزگاری نے معیشت کا گلا دبا رکھا ہے، لوگوں کا سکون غارت ہو چکا ہے وہ اداسی اور یاسیت میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ اتنے اہم مسئلے کو جس کا تعلق پاکستان کے 18 کروڑ عوام سے ہے جس سے ملکی ترقی، استحکام، خوشحالی اور عوام کا سکون وابستہ ہے اس کے حل کیلئے ارباب اقتدار کو کس قدر ذمہ دار، اور فکر مند ہونا چاہیے اندازہ کیا جا سکتا ہے لیکن بدقسمتی سے لاپرواہی اور غفلت کی مہلک بیماری جو بحیثیت قوم ہم سے چمٹی ہوئی ہے حکمران طبقات بدرجہ اتم اس میں مبتلا ہیں۔ ہماری سیاسی ومذہبی اور ادارہ جاتی لیڈر شپ مسائل کا درست تجزیہ کرنے کا امراض کی درست تشخیص کر کے اس کا صحیح علاج کرنے کی صلاحیت قطعی ثابت نہیں کر سکی غلط تجزیئے غلط تشخیص اور غلط علاج یہ ہماری ریاستی تاریخ کا خلاصہ ہے۔

مسائل جب نشوونما پا کر طاقتور ہو جائیں پھر ان کا نوٹس لیتے ہوئے عارضی اور ناقص حل تجویز کرنا یہ ہماری لیڈر شپ کی مضبوط روایت ہے۔ 63 سالوں سے ہمارے بنیادی نوعیت کے مسائل نہ صرف حل طلب ہیں بلکہ ان مسائل کی سنگینی میں مزید اضافہ ہوتا رہا ہے۔ امن وامان کا مسئلہ ہی لیجئے کہ ملک میں بدامنی اور خوف کی جو کیفیت آج ہے اس کی مثال پاکستان کی پوری تاریخ میں نہیں ملتی۔ یہ صورتحال ملک کو دستیاب لیڈر شپ کی نااہلی کم ہمتی، بے بصیرتی اور مفاد پرستی کی دلیل ہے۔ حالانکہ ایک اخباری رپورٹ کے مطابق 2010 سے 2012 تک مرکزی و صوبائی حکومتوں نے سکیورٹی اخراجات کی مد میں 19 کھرب 66 ارب 60 کروڑ اور 70 لاکھ روپے کی خطیر رقم خرچ کر ڈالی ہے۔ نتیجہ مزید بدامنی کے سوا کچھ نہ نکلا لیکن سکیورٹی کے ذمہ دار یہ سوچنے کیلئے تیار نہیں کہ غلطی کہاں ہو رہی ہے امن وامان کے ہر مسئلے کا عارضی حل کیا جا رہا ہے امن وامان کیلئے حکومتی اقدامات کی مثال ایسی ہے جیسے کسی مریض کو پین کلر دی جائے جس کے نتیجے میں درد کا احساس ختم ہو جائے لیکن مرض نہ صرف جوں کا توں موجود رہے بلکہ اس کی شدت میں مزید اضافہ ہو جائے۔

محرم الحرام جس میں مختلف وجوہات کے باعث امن وامان کی صورتحال مخدوش رہتی ہے اس مرتبہ بھی اس کے ابتدائی دس دن میں حالات سنگین ہی رہے۔ وزیر داخلہ رحمٰن ملک نے ان دنوں کیلئے جو سکیورٹی پلان تیار کیا تھا وہ

حسب توقع انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر مبنی تھا وہ صرف مسئلے کا جزوی اور عارضی حل پیش نظر رکھ کر تیار کیا گیا تھا مثلاً حساس قرار دیے جانے والے علاقوں کے شہریوں کو گھروں میں قید کر دیا گیا نہ وہ خود اپنی مرضی سے آ جا سکتے تھے اور نہ ان کے ہاں کوئی آ سکتا تھا۔ کراچی میں شاہراہ ایم اے جناح روڈ پر واقع دو کانوں اور رہائش گاہوں کو ڈرا دھمکا کر چار روز کیلئے سیل کر دیا گیا۔ ویسے بھی خوف وہراس کے باعث ان دس دنوں میں سڑکیں اور بازار زیادہ تر سنسان رہے ڈبل سواری پر پابندی تو تھی ہی تھی وزیر داخلہ نے موٹر سائیکل ہی پر پابندی لگانے کا حکم یکم محرم کو جاری فرما دیا تھا وہ تو اللہ بھلا کرے سندھ ہائیکورٹ کے چیف جسٹس کا کہ انہوں نے فوری طور پر نوٹس لے کر حکم معطل کر ڈالا اور شہریوں کی دعائیں لیں۔

یکم اور نو دس محرم کو موبائل سروس بھی بند کر دی گئی۔ ماہرین سماجیات جانتے ہیں کہ

اس قسم کے اقدامات وہ بھی ایک اقلیتی فرقے کی رسومات کو تحفظ دینے کیلئے کیا نتیجہ دینگے؟

یہ اقدامات قیام امن کا سبب بنیں گے یا مزید بدامنی کا؟

بات یہ ہے مذکورہ حکومتی اقدامات فرقہ وارانہ محرومیاں پیدا کر کے فرقہ واریت کی آگ کو ایندھن فراہم کرنے کے مترادف ہیں۔ دراصل دہشت گردی کے اسباب کو ختم کرنے کی طرف ذہن ہی نہیں جا رہا ہے۔ جس دہشت گردی کو ختم کرنے کی سعی لاحاصل کی جا رہی ہے۔ اسباب ختم نہ ہوں تو دہشت گردی کیسے ختم ہو سکتی ہے؟ گروہی محرومیاں تباہی لے کر آتی ہیں محرومیوں کے آتش فشاں کا لاوا تعمیر کیلئے نہیں بہا کرتا۔ المیہ یہ ہے کہ ملک کا سب سے غیر محفوظ مکتبہ فکر سب سے زیادہ جارحانہ رویہ اختیار کیئے ہوئے ہے اس فرقے کی قیادت نہ ملک وقوم کے ساتھ کوئی اچھا کر رہی ہے اور نہ ہی اپنے فرقے کے لوگوں کے ساتھ اپنے طرز عمل اور پالیسیوں میں کوئی لچک دکھانے کیلئے تیار ہیں وہ جلوس جن کی نوعیت مذہبی سے زیادہ سیاسی ہے وہ مخصوص احاطوں میں نکالنے کیلئے تیار نہیں اور اپنی مجالس اور ٹی وی چینلز میں معتدل اندازِ گفتگو پر آمادہ نہیں ارباب اختیار کو سوچنا چاہیے کہ سرکاری اہلکاروں کے حصار میں دلآزار اور اشتعال انگیز تقاریر کیا نتیجہ دے سکتی ہیں؟ اس صورتحال میں ایک اور بھی بڑی عجیب بات محسوس کی جا رہی ہے کہ حکومتی اقدامات انسانی حقوق کی بدترین خلاف ورزی پر مبنی ہیں لیکن انسانی حقوق کی کوئی تنظیم، کوئی سول سوسائٹی، کوئی ''بہادر'' صحافی واینکر پرسن، سیاسی ومذہبی تنظیمیں عوام کے حق میں کوئی آواز بلند نہیں کر رہیں کوئی حکومت سے ان اربوں روپے کا حساب نہیں مانگ رہا جو قوم کے خزانے سے فرقہ وارانہ سرگرمیوں کے تحفظ کیلئے خرچ کیے گئے ملکی معیشت کو جو اربوں روپے کا نقصان پہنچا وہ اس کے علاوہ ہے۔ (بشکریہ پندرہ روزہ ''حدیبیہ'' کراچی)